AL-AẔWĀ الاضواء
ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904
Volume 36, Issue, 53, 2020
Published by Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan

امت مسلمہ کی بیداری اور تعمیر وترقی کی مالی بنیادیں

Rationalization of awakening Ummah by making money a method of civilization and building.

حافظ محمد نعیم*

Abstract:

Wealth is the foundation of human life that cannot be led smoothly in its absence. Due to its great importance the Holy Qur'ān has emphasized on earning through lawful and fair means. The Holy Prophet (PBUH) not only urged his followers for reasonable earning but also declared it obligatory. He presented himself as a role model in this respect. Earning money and protecting it are both important objectives according to Sharī'ah. There are several Qur'ānic verses by which the role of wealth in the life of a man and society has been explained well. The Holy Prophet (PBUH) created a renaissance in all spheres of Arab's life. When we look into the Islamic history it will be discovered that economic strengthening was among the major reasons behind it. The Prophet (PBUH) enforced the individuals as well as the society to grow economically. In later centuries the Abbāsid period is considered to be the best era of Muslim prosperity in scopes of culture and civilization, as well as public awakening. All this became possible because a strong economy was established at that time. Today Muslim Ummah is facing many problems due to its weak economies. If Ummah is ambitious to restore its glory and raise itself in prosperous way it has to review its economic policies thoroughly and critically. In this article an attempt has been made to highlight the need, importance and effects of a strong economy for helping in awakening and rebuilding of Ummah.

Keywords*:* Wealth, Rationalization, Awakening, Nation-building, Ummah

(I) معاش۔انسان کی فطری ضرورت

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ معاش انسان کا نہ صرف بنیادی مسئلہ ہے بلکہ اس کی حیات اور بقاء کا

---

* چیئرمین / ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

دار و مدار ہی اس پہ ہے معیشت سے مراد وہ ذرائع ہیں جن کے ذریعہ زندگی بسر کی جائے۔ اسی لیے ابن منظور نے معاش کو ہی زندگی قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

عَاشَ يَعِيْشُ عَيْشًا وَمَعَاشًا: العيش: الحياة۔ موصوف نے لفظ "معاش" کے حیات پر مبنی معنی کی توضیح کے لیے ایک شعر سے استدلال کیا ہے جو ابوداؤد نے اپنے والد کے سوال (مالذی أعَاشَكَ بَعْدِیْ) کے جواب میں سنایا تھا۔ شعر کچھ یوں ہے: أَعَاشَنِیْ بعدک وادمبقل... آكِلُ مِنْ حَوْذَانِهِ وَاَنْسِلُ۔[1]

تاج العروس میں بھی معاش کے ساتھ عیشاً کا مصدر لا کر معاش کو الحیاۃ قرار دیا گیا ہے۔[2] معیشت در حقیقت مال سے عبارت ہے اسی لیے الماوردی (م۴۵۰ھ) نے مال کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے "التدبیرفی الاموال" کے تحت لکھا کہ:

"جعلها قواماً للأبدان، وتلواللأنفس، وسبباً لبقاء الأجسام، وحياة للبشر،وآلة لطلب المعالي،وأداة لنيل الأماني، وزينة للحياة الدنيا،وطريقاً إلى النجاة في الآخرة والأولى۔"[3]

مال کی مذکورہ بالا اہمیت کے پیش نظر سامی ادیان میں مالی امور اور احکام و مسائل کی معرفت نیز کسب و خرچ کے وسائل و ذرائع سے واقفیت کو فرائض دینیہ میں سے شمار کیا گیا ہے۔[4] شریعت اسلامیہ کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو ابن عاشور نے "مقاصد التصرفات المالية" کے تحت لکھا ہے کہ:

"وإذا استقرينا أدلة الشريعة من القرآن و السنة الدالة على العناية بمال الأمة وثروتها، والمشيرة إلى أن به قوام أعما لها وقضاء نوائبها"[5]

بعدازاں ابن عاشور نے مالی امور سے متعلق بہت سی نصوص ذکر کی ہیں اور لکھا ہے کہ ان تمام نصوص کا ذکر محض ان "اهل العلم" کے وہم کے ازالہ کے لیے کیا گیا ہے جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ مال شریعت کی نظر میں پسندیدہ شے نہیں اور شریعت مالی معاملات سے کوئی سروکار نہیں رکھتی۔[6]

انسان جب تک زندہ ہے اپنے دل و دماغ اور اعضاء و جوارح کے ذریعہ خدائے غالب کی عبادت کا مکلّف ہے اور یہ مکلفیت زندہ رہنے پہ ہے۔ زندگی مآکل و مشارب اور مناکح و ملابس و دیگر ضروریات سے عبارت ہے۔ ان سب امور کی تکمیل اسی صورت ممکن ہے جب انسان کو (بعض) ضروری تصرفات کی اجازت ہو۔[7]

(II) انسانی زندگی میں مال کی ضرورت واہمیت

قرآن مجید میں مالی امور سے متعلق سینکڑوں آیات انسانی زندگی کے لیے مال کی ضرورت و اہمیت پر شاہد ہیں۔[8] قرآن نے مال کو نہ صرف انسانی زندگی کی بقاء اور قیام (اموالکم التی جعل الله لکم قیاما[9])کا ذریعہ قرار دیا ہے بلکہ مال کو دنیاوی زندگی کی زینت (المال والبنون زينة الحيوة الدنيا)[10] کے لقب سے نوازا ہے۔ قرآن مجید میں مال سے متعلقہ آیات میں مال کو خیر: (وماتنفقوا من خير فلانفسكم)[11] اور فضل:(فاذا قضيت الصلوة فانتشروافی الارض وابتغوامن فضل الله) [12] بھی کہا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مال کو بہترین متاع زندگی قرار دیتے ہوئے فرمایا: نعما بالمال الصالح للرجل الصالح[13]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ :ان الله يحب العبدالتقى الغنى الخفى۔[14]

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فقه الرجل رفقه فى معيشة [15]

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے اپنے مال و دولت کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانے والے شخص کو شہید قرار دیتے ہوئے فرمایا:

من قتل دون ماله فهوشهيد[16]

علاوہ ازیں دنیاوی زندگی میں انسان کی آزمائش کی ایک صورت "نقص من الاموال"[17] بھی قرار دی گئی ہے۔اور اسی طرح آخرت میں انسان سے جن چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا ان میں سے بھی ایک مال ہے۔ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

> "لاتزول قدما عبديوم القيامة حتى يسأل:عن عمره فيما أفناه وعن علمه فيم فعل، وعن ماله من أين إكتسبه وفيم انفقه ، وعن جسمه فيما ابلاه"[18]

شریعت میں مال ہی ان تمام شرعی ذمہ داریوں کی بنیاد ہے جن کا تعلق مالی معاملات سے ہے۔ فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ "المال مناط التكاليف المالية"[19] اللہ تعالیٰ نے بہت سی شرعی ذمہ داریاں انسان پر عائد کی ہیں۔ان میں سے بعض جسمانی ہیں جیسے نماز، بعض مالی ہیں جیسے زکوۃ، بعض میں دونوں پہلو ہیں جیسے حج۔ اس لیے شریعت کے ان تمام مالی احکام پر عمل درآمد اسی وقت ہو سکتا ہے جب مال موجود ہو، زکوۃ انسان اسی وقت ادا کرے گا جب اس کے پاس بقدر نصاب مال موجود ہو، صدقہ فطر انسان اسی وقت ادا کرے گا جب اس کی

شرائط موجود ہوں۔ نفقات واجبہ، کفارات وغیرہ یہ سب وجود مال سے مشروط ہیں۔[20] جہاد جیسے اہم رکن اسلام کا جب حکم دیا جاتا ہے تو وہاں بھی "جاهدوا باموالكم وانفسكم في سبيل الله"[21] کہہ کر مالی جہاد کو بدنی جہاد پر مقدم رکھا گیا ہے۔ نیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر بلاشک و شبہ ایمان لانے والے مومنین کی صفت جہاد جب بیان کی گئی تو وہاں بھی "جاهدوا باموالهم وانفسهم"[22] کہہ کر ان کے مالی جہاد کی خوبی کو پہلے سراہا گیا۔

(III) مقاصد شریعت اور تحفظ مال

تحفظ مال شریعت کے بنیادی اور ضروری مقاصد میں سے ہے شریعت کے تمام کلی اور جزوی احکام اور ان کی تفصیلات جن پانچ امور کی حفاظت کے گرد گھومتی ہیں (دین، جان، عقل اور نسل کے علاوہ) مال ان میں سے ایک اہم اور بنیادی چیز ہے۔ امام شاطبیؒ کے نزدیک:

"مجموع الضروريات خمسه، وهى حفظ الدين، والنفس، والنسل، والمال، والعقل، وقدقالوا: إنهامراعاة فى كل ملة"[23]

مندرجہ بالاضروریات خمسہ دین اور دنیا کے مصالح پورا کرنے کے لے لازمی ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک بھی فوت ہو جائے تو زندگی کے امور صحیح نہج پر باقی نہ رہ سکیں گے بلکہ زندگی ہی فوت ہو جائے گی اور آخرت کی دائمی نعمت سے انسان محروم ہو جائے گا۔[24]

امام محمد بن الحسن الشیبانی (م۱۸۹ھ) کسب معاش کے حوالے سے لکھتے ہیں:

فإن فى الكسب نظام العالم والله تعالى حكم ببقاء العالم إلى حين فنائها، وجعل سبب البقاء والنظام كسب العباد، وفى تركه تخريب نظامه و ذلک ممنوع منه۔[25]

امام غزالی (م۵۰۵ھ) نے مال کی ضرورت واہمیت اور مال کے دینی و دنیاوی فوائد و نقصانات کے تناظر میں مال کو سانپ کی مانند قرار دیا ہے کہ یہ زہر بھی ہے اور تریاق بھی، لکھتے ہیں:

اعلم أن المال مثل حية سم وترياق، ففوائده ترياقه، وغوائله سمومه، فمن عرف غوائله وفوائده أمكن أن يحترز من شره ويستدر من خيره۔[26]

علاوہ ازیں امام غزالی نے "كتاب ذم البخل وذم حب المال" کے تحت بہت عمدہ بحث کی ہے جو پڑھنے کے لائق ہے۔[27] اسی طرح دور جدید کے علماء میں سے محمد طاہر ابن عاشور (م۱۹۷۳ء) نے اپنی کتاب "مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ" میں "مقاصد التصرفات المالية" کے تحت مال سے متعلقہ مباحث کو بڑی

وضاحت سے پیش کیا ہے اور مال کی دینی و دنیاوی ضروریات اور اس ضمن میں شریعت کے نکتہ نظر کو واضح کیا ہے۔[28]

نبی کریم ﷺ نے جو ہمہ جہت (فکری، سماجی، تہذیبی، ثقافتی، معاشی اور سیاسی) بیداری پیدا کی اور مختصر وقت میں جو انقلاب برپا کیا تو اس کی بنیادوں میں سے ایک اہم بنیاد مسلم معاشرے کی معیشت اور فرد کو مالی طور پر مضبوط کرنا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی عملی زندگی اور بہت سے اقوال وارشادات سے معیشت و تجارت کی اہمیت وحیثیت اور آپ ﷺ کی معاشی حکمت عملی کو سمجھا جا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا معاشی اسوۂ حسنہ آپ ﷺ کی معاشی جدوجہد سے عبارت ہے اور دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح آفاقی اور جامع تعلیمات پہ مبنی ہے۔ لڑکپن ہی سے آپ ﷺ نے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش کی اور گلہ بانی کا نبوی پیشہ اختیار کیا جو مالی یافت کا معمولی سہارا تھا۔ مگر اس نے آپ ﷺ کو تجربات سے نوازا اور جب سن شعور کو پہنچے تو تجارت کا خاندانی اور قومی پیشہ اختیار کرنے میں لڑکپن کے بعض تجارتی اسفار کے ساتھ دلیل راہ ثابت ہوا۔ مضاربت کے اصول پر آپ نے اپنی تجارت کا آغاز کیا اور مقامی تجارت سے رفتہ رفتہ ترقی کر کے قومی تجارت کے دھارے میں شریک ہوگئے اور مکہ مکرمہ میں اپنی محنت، مہارت، امانت وصلابت کے سبب ایک ممتاز جگہ بنالی اور ایک ابھرتے ہوئے خوشحال تاجر بن گئے۔ پچیس سال کی عمر شریف میں حضرت خدیجہ جیسی مالدار ترین اور خوش خصال عورت سے شادی کی تو آپ ﷺ ایک کامیاب تاجر تھے اور پھر اپنی تجارت کو اپنی نیک نہاد اور جاں نثار اہلیہ کی تجارت کے ساتھ مدغم کر کے "غنی" کے اس درجہ تک پہنچ گئے جس کا حوالہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ یہ مشترکہ تجارت آخر مکی عہد تک جاری رہی بس اس فرق کے ساتھ کہ بعثت کے بعد آپ نے دوسروں کو مضاربت پر مال دے کر تجارت کا سلسلہ جاری رکھا۔[29]

ڈاکٹر نور محمد غفاری عقد مؤاخاۃ کو نبی کریم ﷺ کی معاشی بصیرت کا آئینہ دار قرار دیتے ہیں اور مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں اس کے معاشی مضمرات کو بیان کرتے ہیں۔

(۱) مہاجرین کی معاشی کفالت کا سامان ہوگیا اور اس سے متعلقہ معاشی مسائل (Economic Problems) حل ہوگئے۔

(۲) قلیل عرصہ میں مہاجرین کی بنیادی ضروریات زندگی (Basic Needs) کے اسباب اللہ کریم نے اس عقدِ مواخاۃ کے ذریعے پیدا کر دیئے۔

(۳) وقتی بے روزگاری (Unemployment) کا علاج تلاش کر لیا گیا تقریباً تمام قابل کار مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے بھائی انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ کاروبار میں شریک ہوگئے۔

(۴) معاشی وسائل (Economic Resources)کا مناسب استعمال (Proper Utilization) کر لیا گیا۔ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وہ زمینیں جواب تک زیر کاشت نہیں لائی گئی تھیں انہیں قابل کاشت بنایا گیا۔ ان کے کھجور کے باغات اور نخلستانوں کی مناسب دیکھ بھال کی گئی۔ للذا ان کی پیداوار بڑھی اور آمدنی میں اضافہ ہوا۔ جس کا نتیجہ معاشی خوش حالی (Economic Welfare) کی صورت میں ظاہر ہوا۔

(۵) دو خاندانوں کو ایک خاندان بنادیا گیا اور یوں اخراجات میں کمی ہوئی۔

الغرض نبی کریم ﷺ نے اپنی فراست نبوی سے کام لے کر انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان ایسا نظام مواخاۃ قائم فرمایا جس سے روزگار کے مواقع بڑھے اور معاشی ترقی کی راہیں کھلیں۔[30]

اصحاب صفہ کی کفالت کا جس طرح آپ ﷺ نے انتظام فرمایا اور ان کی معاشی کفالت کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیم وتربیت کی طرف جس قدر توجہ دی اس میں بہت سی معاشرتی و معاشی تعلیمات مضمر ہیں نیز میثاق مدینہ اور غزوات وسرایا کے ذریعہ بھی نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے معاشی مفادات کا بھرپور تحفظ کیا۔ نبی کریم ﷺ کی معاشی پالیسی کے دورخ تھے۔ ایک طرف تو مؤاخاۃ، میثاق مدینہ اور مختلف معاہدات کے ذریعہ مسلمانوں کے معاشی مسائل کم کرنا اور ان کی معاشی حیثیت مستحکم کرنا اور دوسری طرف سرایا کی صورت میں قریش کی تجارتی ناکہ بندی کے ذریعہ ان کو معاشی طور پر کمزور کر کے اپنے مفادات حاصل کرنا تھا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی کتاب "عہدِ نبوی میں نظامِ حکمرانی" میں "عہد نبوی کی سیاست کاری کے اصول" کے ضمن میں "معاشی دباؤ" کی سرخی کے تحت لکھا ہے کہ "متعدد قیمتی کارروانوں کے لٹنے کے علاوہ ذرائع معیشت کا بند ہو جانا قریش کو مطیع کرنے کا سب سے مقدم اور سب سے مؤثر ہتھیار ثابت ہوا۔"[31]

عہد خلافت راشدہ عوام کی بنیادی ضروریات کی تکمیل وفراہمی کے اعتبار سے امت مسلمہ کی تاریخ کا ایک سنہری دور ہے۔ فلاحی ریاست کی مجسم صورت اس دور میں واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ خلفائے راشدین نے نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دیگر معاملات و مسائل کے ساتھ لوگوں کی معاشی کفالت پر بھرپور توجہ دی اور قرآن مجید واسوۂ حسنہ کی روشنی میں اسلامی فلاحی ریاست تشکیل دی۔ عصر جدید میں یورپ میں موجود فلاحی ریاستوں کا تصور اور ان کی عملی شکل بھی درحقیقت عہد رسالت وعہد خلفائے راشدین سے ہی ماخوذ ہے۔ مذکورہ ادوار میں فلاحی ریاستوں کا قیام درحقیقت معاشی معاملات کی طرف رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کی توجہ اور فتوحات کی صورت میں مال ودولت کے حصول کی بنیاد پر ہی ممکن ہوا۔

حضرت عمر فاروقؓ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

ماجاء نی أجلیی فی مکان ماعدا الجهاد فی سبیل الله أحب إلی من أن یأتینی وأنا بین شعبتی رحلی، أطلب من فضل الله وتلا: (وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل الله۔ المزمل:۲۰)[32]

ابن تیمیہؒ نے حضرت سعید بن المسیبؒ کا قول نقل کیا ہے کہ "لاخیر فیمن لایحب المال، لیؤدی عنه امانته، و یصل رحمه، و یستغنی به عن خلق ربه عز و جل" یعنی اگر کسی شخص میں مال کی محبت نہیں تو اس میں کوئی خیر نہیں۔[33]

بعد کے ادوار میں سلف کے ہاں بھی مال کو بنیادی اہمیت و حیثیت حاصل رہی۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ:

کان المال فیما مضی یکره فأماالیوم فهوترس المومن۔[34]

حضرت سفیان ثوریؒ سے ہی روایت ہے کہ

وکان له بضاعة یقلبها لولاها لتمندل بی بنوالعباس[35]

عباس بن مطرف الکلاعی کا قول دیکھیے۔ لکھتے ہیں: لا حیاة لمن لا اخوان له، ولا اخوان لمن لا مال له [36]

عامر بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان تترک ورثتک اغنیاء، خیر من ان تدعهم عالة، یتکففون الناس۔ [37]

سلف صالحین کے ہاتھ میں جو مال ہوتا وہ اس کی محافظت میں بہت شدید تھے نیز حلال اسباب کے ذریعہ تحصیل مال کے بہت حریص تھے۔[38]☆

علمی و تحقیقی اور تہذیبی و ثقافتی اعتبار سے عہد عباسی اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ تجارت، صنعت، زراعت، ادب، سائنس، فنون لطیفہ، فن تعمیر سمیت کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں ترقی نہ ہوئی ہو۔ اس کی بنیادی وجہ وہ خوشحالی تھی جو اس دور میں لوگوں کو میسر تھی۔ خلفاء بنو عباس نے بطور خاص مالی معاملات کی طرف توجہ دی اور خاص معاشیات کے موضوع پر کتابیں لکھوائیں۔ امام ابویوسفؒ نے کتاب الخراج جیسی قابل قدر کتاب خلیفہ ہارون الرشید کی فرمائش پہ ہی لکھی تھی جس کا اظہار مقدمہ کتاب میں موجود ہے۔ امام ابویوسف لکھتے ہیں:

إن أمیر المومنین (أیده الله تعالیٰ) سألنی أن أضع له کتاباً جامعاً یعمل به فی جبایة الخراج، والعشور والصدقات والحوالی، وغیرذلک ممایجب علیه النظر فیه والعمل به، وإنما أراد بذلک رفع الظلم عن رعیته والصلاح لأمرهم[39]

(IV) عصر حاضر میں مسلمانوں کی زبوں حالی

اس حقیقت سے انکار و فرار ممکن نہیں کہ شاندار ماضی کی حامل اور فلاح انسانیت کا نسخہ کیمیا(قرآن و سنت) پاس ہونے کے باوجود آج امت مسلمہ بہت سے مسائل کا شکار ہے۔وہ امت جس نے ہر طرف اپنی تہذیب و ثقافت اور حکمرانی و غلبہ کے جھنڈے گاڑھے تھے آج دنیا کے بیشتر خطوں میں مظلومیت کی تصویر بنی دکھائی دیتی ہے۔ قرون وسطی کے مسلمان سیاسی، معاشرتی، ثقافتی، علمی، سائنسی غرض یہ کہ ہر لحاظ سے اہل مغرب ویورپ پہ حاوی تھے لیکن آج صورت حال اس کے برعکس ہے۔

ملت مسلمہ کی موجودہ حالت کے حوالے سے سید اسد گیلانی لکھتے ہیں:

"آج ملت مسلمہ سب سے زیادہ تعداد میں ہے سب سے زیادہ فطری وسائل کی مالک ہے لیکن سب سے زیادہ مظلوم درماندہ اور کمزور ہے۔ دنیا کے اڑھائی کروڑ مہاجرین میں دو تہائی تعداد ہماری ہے۔ دنیا کے مختلف خطوں میں کفار ہمارا چوہوں اور گیدڑوں کی طرح شکار کرتے ہیں۔ دنیا کے عالمی مسائل میں سب سے زیادہ مسائل ہمارے ہیں۔ ہمارے بے شمار علاقے کفار نے دبا رکھے ہیں۔ پوری ملت پر موت کا خوف طاری ہے۔ البتہ معیار زندگی کی دوڑ میں ہم ہر جگہ بدترین حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہمارے معاشرے جرائم کی آماج گاہ بن کر رہ گئے ہیں اور ہمارا دنیا میں کوئی وقار باقی نہیں رہا ہے۔ ہم جب ایک نظریاتی گروہ کی حیثیت سے دعوت اسلامی کے علمبردار بن کر اٹھے تھے تو بے وسیلہ اور قلیل التعداد تھے لیکن ہماری یلغار کے آگے دنیا مفتوح ہوتی چلی گئی تھی۔ لیکن آج صورتحال بالکل الٹ گئی ہے۔"[40]

(V) عصر حاضر میں بیداری امت کی ضرورت

اگرچہ پچھلی پانچ دہائیوں سے امت مسلمہ میں اس چیز کا احساس موجود ہے کہ تمام عالم اسلام اس وقت زوال کی کیفیت سے دوچار ہے۔ معاشرت، معیشت، سیاست اور سائنس و ٹیکنالوجی سمیت تمام شعبوں پہ جمود طاری ہے۔ اس جمود کو توڑنے اور امت کو بیدار کرنے کے حوالے سے مختلف سطحوں پہ کوششیں صرف برصغیر کے مسلمانوں کا ہی خاصہ نہیں بلکہ بیداری امت کی تحریکیں تمام عالم اسلام میں اٹھیں لیکن شومئی قسمت کہ کوئی تحریک بھی اپنے مطلوبہ مقاصد پوری طرح سے حاصل نہ کر سکی۔ سوائے دو چار اسلامی ممالک کے اس وقت مسلم ممالک کی اکثریت فکری انتشار، سیاسی خلفشار اور مغربی ممالک کی غلامی کے زیر اثر زندگی بسر کر رہی ہے نیز مسلم ممالک اس وقت روحانی و نظریاتی، فکری و اخلاقی، جغرافیائی و سرحدی، دفاعی و عسکری، دستوری و قانونی، تنظیمی و سماجی، داخلی و خارجی اور سفارتی و بین الاقوامی مسائل کا بری طرح سے شکار ہیں۔اور عالمی سطح پر ایک مغلوب،

مقہور، مظلوم اور بے نوا اجتماعیت ہیں۔ بے پناہ وسائل کے باوجود عالمی سطح پر مسلمانوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔[41]

اس لیے آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کے اندر ہمہ جہت بیداری پیدا کی جائے تاکہ وہ اپنا کھویا ہوا مقام و مرتبہ دوبارہ حاصل کر سکیں۔ بیداری امت کی مختلف جہتیں ہیں جن کو مندرجہ ذیل اقسام کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے۔

(i) فکری و نظریاتی بیداری (ii) علمی و تحقیقی بیداری (iii) اخلاقی و تہذیبی بیداری

(iv) سیاسی و انتظامی بیداری (v) معاشرتی و سماجی بیداری (vi) عسکری و دفاعی بیداری

(vii) معاشی و اقتصادی بیداری

(VI) بیداری امت کے وسائل و ذرائع

بیداری امت کے مندرجہ بالا تمام پہلو بہت اہم اور بنیادی اہمیت کے حامل ہیں لیکن اس تلخ حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ موجودہ دنیا "دنیائے معاش" ہے اس دنیا میں اخلاقی، تہذیبی و سیاسی غلبہ اسی ریاست کو حاصل ہے جو معاشی طور پر مضبوط اور توانا ہے۔ یورپی اقوام جو دیکھتے ہی دیکھتے پورے عالم پر چھا گئیں اور مقامی تہذیبوں، ثقافتوں، مذاہب اور حکومتوں کو زیر کر کے ایک عالمی حکومت یا عالمی استعمار کے قائم کرنے میں کامیاب ہو گئیں تو اس کے پس منظر میں سائنسی ترقی، مشینوں کی ایجاد اور بے پناہ صنعتی ترقی کار فرما تھی۔[42] یہ محض آج کی بات نہیں تاریخی حقائق بھی اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں۔

شیخ محمد عبدہ نے اپنی تفسیر میں (اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما (النساء:۵)) کے تحت اس حوالے سے بہت قیمتی گفتگو کی ہے موصوف تحفظ مال، کسب مال، تحصیل مال کی اہمیت اور اضاعت مال سے اجتناب کے حوالے سے نصوص کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا تمام وصایا اور حکم کے ہوتے ہوئے ہم نے کیا کیا، ہم تو سب سے زیادہ اسراف اور تبذیر کرنے والی قوموں میں سے ہو گئے، اقتصاد کے مختلف طرق اور ان کی بڑھوتری کے حوالے سے نابلد رہے۔ موجودہ زمانہ میں اقامت مصالح کے لیے جس قدر مال کی اہمیت و ضرورت ہے ازمنہ تاریخ میں کسی دور میں نہیں رہی۔ چونکہ قوموں کے مفادات و مصالح مال پر ہی منحصر ہیں تو تاریخی تناظر میں یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ طرق اقتصاد سے نابلد قومیں، جن کے ہاتھ میں مال کثیر نہیں تھا وہ مال دار قوموں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوئیں اور ان قوموں کی غلامی میں جکڑی گئیں جنہوں نے کسب مال میں مہارت دکھائی تھی۔[43] اس لیے آج اگر امت مسلمہ کو پھر سے عروج کی طرف سفر شروع کرنا ہے تو ہمہ جہت بیداری امت کی منزل کو پانا ہو گا لیکن اس منزل کا حصول اسی صورت میں ممکن ہے جب معاشی وسائل اس

کی اجازت دیں۔ بیداری نظریاتی ہو یا فکری، علمی ہو یا تحقیقی، تہذیبی ہو یا سماجی، موجودہ دور میں ہر پہلو کے حوالے سے کچھ وسائل و ذرائع درکار ہیں جن کے بغیر مطلوبہ مقصد کا حصول ممکن نہیں۔ موجودہ دور سائنس و ٹیکنالوجی کا دور ہے اس دور میں بیداری جن ذرائع سے پیدا کی جاسکتی ہے۔ان میں الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا، سوشل میڈیا، تعلیمی و تحقیقی اداروں کا قیام، سائنس و ٹیکنالوجی کے اداروں کا قیام اور اصلاحی و تعمیری لٹریچر کی اشاعت وغیرہ اہم ہیں۔

بیداری امت کے لیے مذکورہ بالا تمام ذرائع کا استعمال اسی صورت میں ممکن اور وسیع پیمانہ پر ہو سکتا ہے جب کسی قوم کی معاشی حالت بہتر ہو اگر معاشی حالت ہی کسی قوم کی بہتر نہیں ہے، غربت و افلاس نے ڈیرے جما رکھے ہیں تو بیداری تو درکنار "ایسی کیفیت پوری جماعتوں اور قوموں کو خدا آگاہی سے دور لے جاتی ہے اور انہیں اس مادیت کی آغوش میں پہنچا دیتی ہے جہاں روحانیت و اخلاق (تک) برباد ہو جاتے ہیں۔"[44] انسان اپنی اعلی ترا ستعدادوں اور دوسرے بلند تر لطائف کی تکمیل کی طرف اسی وقت آمادہ ہوتا ہے جب وہ اپنی حیوانی زندگی کی ضرورت سے مطمئن ہو مولانا مناظر احسن گیلانی نے بھی اس حوالہ سے عمدہ بحث کی ہے اور معاش گریز رجحانات کو انجام کار فسق اور قدرتی قوانین سے جنگ قرار دیا ہے۔[45] اس لیے جو ریاست و ملت اپنے افراد کو مضبوط معیشت کا تحفظ فراہم نہیں کرتی تو وہ اپنے باشندگان سے دیگر بلند تر مقاصد کے حصول کی توقع بھی نہ رکھے۔

انسانی معاشرہ اپنی تمام ترجہتوں اور سمتوں خواہ مذہبی و اخلاقی ہوں یا سیاسی و سماجی، تہذیبی و ثقافتی ہوں یا تعلیمی و قانونی، کسی نہ کسی طور مسئلہ معاش سے ہی عبارت ہوتا ہے اس لحاظ سے اس کی ہمہ گیر اہمیت اور ناگزیریت کا انکار عقلاً ممکن ہے نہ شرعاً... ہمیں یہ بات قطعی طور پر سمجھ لینی چاہیے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر معیشت اور اقتصاد کے مسئلے کو معاشرتی تناظر میں سمجھے اور اسے صحیح طور پر حل کیے بغیر معاشرے کی دینی، اخلاقی، ایمانی اور روحانی قدروں کو پامال ہونے سے نہیں بچا سکتے۔ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ اسلامی انقلاب کا خواب ٹھوس معاشی انقلاب کے بغیر شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔[46]

حضرت مقدامؓ بن معدی کرب سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا :

ليأتين على الناس زمان لاينفع فيه الا الدينار۔[47] لوگوں پر ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا جس میں کچھ کام نہیں آئے گا بجز دینار (مال) کے۔

الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی کے مرتب اور اس کی شرح بلوغ الأمانی من أسرار الفتح الربانی کے شارح احمد عبدالرحمٰن البنا (م۱۳۷۱ھ) اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ومعناه أنه لا ينفع الناس الاالكسب، اذلوتركوه لوقعوافى الحرام كا لسرقة والنفاق وإعانة الظالم۔[48]

یہی وجہ ہے کہ مسلم اور مغربی مفکرین نے معاشیات اور اخلاقیات کے ربط پہ بہت عمدہ تحریریں چھوڑیں ہیں۔ مسلم مفکرین میں سے ایک اہم نام شاہ ولی اللہ (م۱۱۷۶ھ) کا ہے۔ جنہوں نے علم معیشت اور علم الاخلاق کے باہمی ربط کو حجۃ اللہ البالغہ اور البدور البازغہ میں بہت عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے۔شاہ صاحب کا محض ایک جملہ اس صورت حال کی بھرپور وضاحت کرتا ہے۔ لکھتے ہیں:

فإنما الأخلاق بالأحوال لابالعلوم۔[49] یعنی انسان کے اخلاق کا اس کے احوال سے تعلق ہے نہ کہ علوم سے۔

علامہ اقبال بھی اقتصادی استحکام کی ضرورت واہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "انسان کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ جو قومیں اپنے تمدنی اور اقتصادی حالات سے غافل رہی ہیں ان کا حشر کیا ہوا ہے۔ پس اگر اہل ہندوستان دفتر اقوام میں اپنا نام قائم رکھنا چاہتے ہوں تو ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس اہم علم کے اصولوں سے آگاہی حاصل کر کے معلوم کریں کہ وہ کون سے اسباب ہیں جو ملکی عروج کے مانع ہو رہے ہیں۔"[50]

(VII) تعمیر و ترقی۔مالی بنیادوں کی مرہون منت

تعمیر و ترقی فکری و نظریاتی بھی ہوتی ہے اور عملی و مادی بھی۔ ایک ریاست یا امت اپنے آپ کو اسی وقت بیدار مغز اور ترقی یافتہ کہلوا سکتی ہے جب اس کے افراد فکری و نظریاتی طور پر بیدار ہوں اور عملی اور مادی طور پر ترقی یافتہ ہوں۔ تعمیر و ترقی نظری و فکری ہو یا عملی و مادی، ہر دو کے لیے وسائل و ذرائع درکار ہیں۔ وسائل و ذرائع کے بغیر نہ تو تعمیری بیداری پیدا ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کے نتیجہ میں تعمیر و ترقی کا مادی سفر شروع ہو سکتا ہے۔ عہد بنو عباس میں ان دونوں چیزوں کے مجموعہ کی عملی صورت ہمارے سامنے ہے۔ علم و ادب، فلسفہ وعمرانیات، تہذیب و ثقافت، فنون لطیفہ، سائنس، آرٹ، معاشیات اور فن تعمیر سمیت ہر شعبہ زندگی میں ایک انقلاب برپا ہوا۔

(VIII) مغربی ممالک کی مشترکہ اقتصادی تنظیمیں

اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد کہ معاشی ترقی ہی درحقیقت تمام شعبوں میں غلبہ کی اصل کنجی ہے اور اقتصادی بالادستی ہی درحقیقت سیاسی بالادستی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے، مغربی ممالک نے اپنی تمام تر دشمنیوں اور رقابتوں کے باوجود معاشی اشتراک و تعاون بڑھایا اور تمام اختلافات کو پس پشت ڈال کر ایسی

اقتصادی تنظیمیں قائم کیں جن کی بنیاد پر آج یورپ معاشی طور پر دنیا پہ حکمرانی کر رہا ہے۔

ماریہ سبرٹ لکھتی ہیں:

"It was progress which had permitted Europeans to 'Discover' the whole world, and progress which would explain their growing hegemony over the global horizon."[51]

نیشنلزم کے تصور کی خالق مغربی قوموں نے اس وقت کم از کم ایک سو پچھتر (۱۷۵) ایسی تنظیمیں اور معاہدات قائم کر رکھے ہیں۔ جن میں ان کے مخصوص مفادات کا بھی ایک حد تک تحفظ ہے اور وسیع تر مفاد کی خاطر ہر ایک نے کچھ نہ کچھ قربانی بھی دی ہے اور اس طرح اپنی جداگانہ حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر مختلف تنظیموں اور اداروں کی شکل میں نہ صرف اپنے مفادات محفوظ کر لیے ہیں بلکہ خود کو مضبوط و مستحکم بھی بنالیا ہے۔ ان معاہدات میں شامل ہونے والے بعض ایسے ممالک بھی ہیں جن کی باہمی دشمنی پرانی ہے اور آج بھی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ [52] لیکن اس کے باوجود بھی اقتصادی مفادات اور تعمیر وترقی کے حصول کے لیے ایک دوسرے کا وجود برداشت کیے ہوئے ہیں۔

(IX) امت مسلمہ کی اقتصادی ترقی کے لیے تجاویز

مغربی اقوام، جو کہ نظریاتی اور فکری طور پر ایک دوسرے سے بہت دور کھڑی ہیں، اگر معاشی مفاد کے حصول کے لیے مشترکہ جدوجہد کر سکتی ہیں اور تمام تر اختلافات کو ایک طرف رکھ کر معاشی یکجہتی / مشترکہ معاشی جدوجہد (Economic Integration) کا مظاہرہ کر سکتی ہیں تو ایک خدا، ایک پیغمبر اور ایک کتاب پر ایمان لانے والے اور فکری و نظریاتی ہم آہنگی رکھنے والے افراد ایسا کیوں نہیں کر سکتے۔ دنیا کے مختلف خطوں میں موجود اسلامی ممالک کے اگر جغرافیہ پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلم ممالک کو ایسی تمام نعمتوں اور وسائل و ذرائع سے نوازا ہے جو معاشی ترقی کے لیے بنیادی عوامل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ خوشگوار اور معتدل آب وہوا، زمین کی زرخیزی، افرادی قوت، معدنیات کی فراوانی اور اسی طرح کے دیگر بہت سے پہلو ہیں جو مسلمانوں کی معاشی طاقت اور غلبہ کا سبب بن سکتے ہیں۔

لیکن صد افسوس کہ ان تمام وسائل و ذرائع کے باوجود مسلم ممالک معاشی طور پر نہ صرف بری صورت حال سے دوچار ہیں بلکہ اپنے عوام کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لیے مغربی ممالک کے سودی قرضوں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور مسلم ممالک کو دیئے جانے والے یہ سودی قرضے مغربی اقوام کی اپنی دولت نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے ایک خاص طبقہ کے مال و دولت، جو کہ انہوں نے مسلم ممالک میں عدم تحفظ کے خوف سے مغربی ممالک کے بینکوں میں منتقل کیا ہے، سے دیئے جاتے ہیں جس پہ سود الگ سے وصول کیا جاتا ہے۔

موجودہ دور کی اصل طاقت مضبوط اور مستحکم معیشت ہے مضبوط اور مستحکم معیشت موجودہ دور میں ایٹم بم سے بھی زیادہ طاقت رکھتی ہے۔اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ امت مسلمہ معاشی تعاون واشتراک پہ آمادہ ہو، تمام قسم کے ذاتی اور علاقائی مفادات سے بالاتر ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ تجارت کو فروغ دیا جائے۔ (مسلمانوں کی بین الاقوامی تجارت کا صرف آٹھ فیصد حصہ ہے جو مسلم ممالک میں آپس میں ہو رہا ہے۔ ۹۲ فیصد حصہ وہ ہے جو مسلم ممالک کا غیر مسلم ممالک کے ساتھ ہے۔[53])

امت مسلمہ کی بیداری اور تعمیر وترقی کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے اور اقتصادی ترقی کے حصول کے لیے ماہرین معاشیات کی تحقیقات اور مجوزہ معاشی حکمت عملی کا اگر مطالعہ کیا جائے تو مندرجہ ذیل اقدامات کا اٹھانا ناگزیر ہے۔

(۱) عالمی اسلامی بینک کا قیام (۲) مشترکہ کرنسی کا اجراء

(۳) اسلامی اقتصادی یونین کا قیام (۴) مرکز الاقتصاد الاسلامی کا قیام

(۵) اسلامی مالیاتی نظام کی تنظیم نو (۶) شریعہ بورڈز کا قیام

(۷) نظام معیشت کی اسلامی تشکیل(Islamization of Economic System) [54]

(۸) صنعت وٹیکنالوجی کے شعبہ جات میں تعاون

(۹) قدیم فقہی معاشی اصطلاحات کی عصر حاضر سے ہم آہنگی

(۱۰) مقاصد شریعت کی روشنی میں جدید تجارتی صورتوں کا اختیار کرنا۔[55]

(۱۱) غیر منصفانہ اور کارکردگی کم کرنے والے عوامل (سود واکتناز وغیرہ) کی دوری

(۱۲) ہر اسلامی ملک کے معروضی حالات کے مطابق معاشی پالیسی وضع کرنا

(۱۳) غیر مسلم ممالک سے تجارتی روابط کا فروغ

مندرجہ بالا تجاویز میں سے بعض کو مسلم ممالک میں کسی نہ کسی سطح پہ اختیار بھی کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود امت مسلمہ کی مضبوط معاشی طاقت کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا۔اگر اس ناکامی کی وجوہات تلاش کی جائیں تو اس حقیقت سے پردہ اٹھتا ہے کہ اس کی بنیادی وجہ مجموعی مسلم فکر میں معاشی جدوجہد کے حوالے سے پائے جانے والی غلط فہمیاں اور تحفظات ہیں۔ قرآن وسنت کی نصوص کے برعکس صدیوں سے غالب فکر یہ رہی ہے کہ اسلام معاشی تگ ودو اور مال ودولت کے حصول کی مذمت کرتا ہے۔[56] دولت مندی یا خوش حالی معیار تقویٰ اور میزان طہارت پر صحیح نہیں تلتی بلکہ وہاں فقر وفاقہ کا وزن اور اسی کی قیمت تولی جاتی ہے۔[57]

حالانکہ اسلام کا ایک نمایاں وصف دین ودنیا کی جامعیت ہے۔ دوسرے مذاہب کی طرح اسلام نے دین

و دنیا اور جسم و روح کو باہم ضد نہیں مانا ہے بلکہ ایک کو دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ قرار دیا ہے اور احکام الٰہی کے مطابق دنیا میں زندگی بسر کرنے اور دنیاوی حقوق و فرائض ادا کرنے ہی سے دین کی تکمیل ہوتی ہے اس لیے اس کی نگاہ میں دین و دنیا کی بھلائیوں کو یکساں اہمیت حاصل ہے۔[58]

خورشید احمد ندیم "علم کی اسلامی تشکیل" میں لکھتے ہیں: "اسلام کے تصور حیات کی یہ پہلی اساس ہے کہ انسان اصلاً ایک اخلاقی وجود ہے نہ کہ مادی۔ اسلام نہ تو رہبانیت کا قائل ہے جو مادی وجود کی نفی کرتا ہے اور نہ سر تا پا مادیت کا علمبردار جس کی رو سے انسان کی تمام سعی و جہد کا مرکز اس کی حیوانی خواہشات کی تکمیل ہے وہ انسان کو اخلاقی وجود تسلیم کرتے ہوئے اس کی مادی ضرویات کو بھی بطریق احسن پورا کرتا ہے۔"[59]

خالصتاً مادی ترقی کے حصول کے لیے موجودہ دور میں امت مسلمہ کے اہل علم اور دانشوروں کے تین گروہ موجود ہیں۔

(۱) پہلا گروہ اس نقطۂ نظر کا حامل ہے کہ مادی ترقی اصل الاصول ہے مذہبی بندشوں اور تحدیدات سے آزادی حاصل کر کے مادی ترقی کو اصل مقصد بنایا جائے اور اگر اس مقصد کے حصول کے لیے اسلامی علمیات (Islamic Epistemology) اور مابعد الطبیعات (Metaphysics) میں تبدیلی، ترمیم یا تنسیخ کرنی پڑے تو اسے بے خوف و خطر قبول کر لینا چاہیے کیونکہ عزت اور ذلت کا فیصلہ کن اور حتمی معیار مادی ترقی ہے۔

(۲) دوسرا گروہ پہلے گروہ کے برعکس یہ رائے رکھتا ہے کہ مغربی ترقی کے حصول کی کوشش اور اسلام کے ساتھ وابستگی بہ یک وقت ممکن نہیں اس لیے ترقی کا مغربی ماڈل اسلام کے ساتھ غیر مشروط وابستگی اور عملی و محسوس تعلق کے ساتھ ممکن نہیں۔

(۳) تیسرے گروہ کے نزدیک مغربی تجربات اور اکتشافات خصوصاً سائنسی علوم و فنون اور سائنسی منہاج کا اخذ و کسب بہت ضروری ہے، اس سلسلے میں تعلیم و تحصیل ہی وہ راہ ہے جس پر چل کر مطلوب و مقصود میں کامیابی کا امکان ہے۔ اس سلسلے میں "خذ ما صفا و دع ما کدر" کا اصول پیش نظر رہنا چاہیے۔[60]

مندرجہ بالا تینوں رویوں میں سے پہلے دو رویے یقیناً انتہا پسندی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ تہذیبی و تمدنی ترقی اور اس کے نتیجہ میں جدت کا ظہور فطرت کا حصہ ہے اور فطرت سے لڑنا یا اس کا انکار کرنا ہر صورت میں نقصان دہ اور انسانی مفاد کے خلاف ہے جبکہ اس کے برعکس مادیت اور نفسانی خواہشات کا غلام ہو کر جدت کے نام پہ ہر برائی و بے حیائی کو قبول کر لینا اخلاقی اور اسلامی اقدار کے خلاف ہے اور کسی صورت قابل قبول رویہ نہیں۔ تیسرا اور آخری رویہ ہی معتدل اور میانہ روی پہ مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ روح شریعت اور تعلیمات نبوی ﷺ سے مطابقت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ کا معاشی اسوہ دنیوی اور اخروی فوز و فلاح کا حسین امتزاج ہے جو

ہر قسم کے افراط و تفریط (سرمایہ داری اور اشتراکیت) سے مبرا اور خدائی، ریاستی اور اخلاقی پابندیوں کی ڈور سے بندھا ہوا ہے۔

شریعت اسلامیہ کی تعلیمات مجموعی طور پر آخرت اور دنیاوی زندگی میں ہم آہنگی پیدا کرتے ہوئے دونوں کی فکر کرنے کی تلقین کرتی ہیں۔ قرآن اگر ایک طرف مال اور بیٹوں کو "المال والبنون زينة الحيوة الدنيا"[61] قرار دیتا ہے تو دوسری طرف یہ بھی کہتا ہے کہ "يوم لاينفع مال ولابنون"[62] اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں امت مسلمہ کی ہمہ جہت بیداری اور ہمہ جہت تعمیر و ترقی کے لیے عصر جدید کے تقاضوں کی روشنی میں اقدامات اٹھائے جائیں۔ خاص طور پر امت مسلمہ کو معاشی طور پر مضبوط کر کے ہی اغیار کی محکومی اور غلامی سے نجات دلائی جا سکتی ہے اور امت مسلمہ کے لیے ترقی، خوشحالی اور امن و امان کی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں دعوت دین کی ترویج و اشاعت کی جدوجہد کا انحصار بھی مضبوط معیشت پر ہی ہے۔

خلاصہ بحث:

مندرجہ بالا بحث کو درج ذیل نکات کی صورت میں مختصراً بیان کیا جا سکتا ہے۔

(۱) مال نہ صرف انسان کی بنیادی ضرورت ہے بلکہ دنیاوی زندگی کی زینت اور بقاء و قیام کا ذریعہ و وسیلہ ہے۔

(۲) مال کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر شریعت اسلامیہ نے تحفظ مال کو مقاصد ضروریہ میں سے قرار دیا ہے۔

(۳) نصوص قرآن و سنت میں مالی معاملات اور اصول و مسائل کا بیان انسانی زندگی میں مال کی ضرورت و اہمیت کا واضح ثبوت ہے۔

(۴) نبی کریم ﷺ کی زندگی (قبل از نبوت و بعداز نبوت) معاشی جدوجہد سے عبارت ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے دیگر اقوام سے معاہدات و معاملات کے ضمن میں مسلمانوں کے معاشی مفادات کو بطور خاص مد نظر رکھا۔

(۵) خلفائے راشدین نے نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دیگر معاملات و مسائل کے ساتھ لوگوں کی معاشی کفالت اور معاملات معیشت و تجارت پر بھرپور توجہ دی۔

(۶) سلف صالحین مال کی محافظت اور حلال اسباب کے ذریعے تحصیل مال کے بہت حریص تھے کیونکہ مال کے حوالے سے وہ شریعت کے مزاج اور مقاصد کو بخوبی سمجھتے تھے حضرت سفیان ثوریؒ نے تو مال کو "ترس المومن" (مومن کی ڈھال) قرار دیا ہے۔ جبکہ عباس بن مطرف الکلاعی تو یہاں تک کہہ گئے کہ: لا حياة لمن لا اخوان له --- ولا اخوان لمن لا مال له۔

(۷) عہد بنو عباس کی علمی و تحقیقی بیداری، معاشرتی استحکام اور ہمہ جہت تعمیر و ترقی مضبوط اور مستحکم معیشت کی ہی مرہون منت تھی۔

(۸) عصر حاضر میں امت مسلمہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود زبوں حالی کا شکار ہے اور فکری انتشار، سیاسی خلفشار اور مغربی ممالک کی بالادستی کے زیر سایہ زندگی گذارنے پر مجبور ہے۔

(۹) مسلم معاشروں میں اس وقت فکری و نظریاتی، اخلاقی و تہذیبی، علمی و تحقیقی، سیاسی و انتظامی، معاشرتی و سماجی اور معاشی و اقتصادی بیداری کی لہر پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ امت مسلمہ اپنی عظمت رفتہ کو پھر سے پاسکے۔

(۱۰) اس تلخ حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ موجودہ دنیا "دنیائے معاش" ہے اور اس دنیا میں تہذیبی و ثقافتی اور سیاسی و سماجی غلبہ اسی قوم کو حاصل ہوگا جو معاشی طور پر مستحکم اور مضبوط ہوگی۔

(۱۱) سیاسی بالادستی درحقیقت معاشی بالادستی کے بغیر ممکن نہیں اس حقیقت کو مجسم و عملی شکل میں موجودہ دنیا میں دیکھا جاسکتا ہے۔

(۱۲) تمام تر مذہبی، لسانی اور نسلی اختلافات کے باوجود مغربی ممالک کی مشترکہ اقتصادی تنظیمات کا وجود عصری سماجی زندگی میں معیشت کی ضرورت و اہمیت کی عکاسی کرتا ہے۔

(۱۳) امت مسلمہ میں ہمہ جہت بیداری پیدا کرنے کے لیے وسائل وذرائع درکار ہیں اور وسائل و ذرائع کا حصول مضبوط معیشت کے بغیر ممکن نہیں۔

(۱۴) امت مسلمہ کی سماجی و سیاسی بالادستی اور غلبہ دین کا خواب اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا جب تک مسلم معاشروں کی معیشتیں مضبوط بنیادوں پر کھڑی نہیں ہوتیں۔

(۱۵) مادی ترقی کا حصول اسلام کی نظر میں غیر پسندیدہ امر نہیں بلکہ نصوص شریعت میں روحانیت کے ساتھ ساتھ مادیت کے حصول کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ البتہ کسب وخرچ کے حوالے سے چند مذہبی اور اخلاقی اقدار کی پابندی کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

(۱۶) معاملات معیشت و تجارت، معاشی جدوجہد اور مادی ترقی کے حصول کے حوالے سے مسلم فکر میں پائی جانے والی غلط فہمیوں اور تحفظات کو دور کرنا نہ صرف وقت کی اہم ضرورت ہے بلکہ امت مسلمہ کی معاشی ترقی کے لیے بنیادی اہمیت کا حامل پہلو ہے۔

(۱۷) مسلم معاشروں کو مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لیے اپنی اختیار کردہ معاشی پالیسیوں کا ازسرنو جائزہ لینے اور ان کو وقت کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1 ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم (م711ھ)، لسان العرب، بیروت، دار صادر، (س ن)۔ 321/6

Ibn Manzūr, Jamāl al-Dīn Muḥammad ibn Mukarram (d.711 A.H), Lisān al-Arab, Beirut, Dār Ṣādir, 6/321

2 الزبیدی، محمد مرتضی الحسینی (م1205ھ)، تاج العروس من جواہر القاموس، تحقیق، مصطفی حجازی، الکویت، التراث العربی، (س ن)۔ 282/16

Al-Zabīdī, Muḥammad Murtazā Al-Ḥussaynī (d.1205 A.H), Tāj al-'Urūs min Jawāhir al-Qamūs, Taḥqīq, Musṭafā Ḥijāzī, Kuwait, Al-Turāth al-Arabi, 16/282

3 الماوردی، أبو الحسن علی بن محمد بن حبیب (م450ھ)، نصیحۃ الملوک، تحقیق، الشیخ، خضر محمد خضر، الکویت، مکتبۃ الفلاح، 1403ھ/1983ء۔ ص227

Al-Māwardī, Abu al-Ḥassan Alī ibn Muḥammad ibn Ḥabīb (d.450 A.H), Naṣīḥat al-Mulūk, Taḥqīq, Al-Shaykh, Khizr Muḥammad Khizr, Kuwait, Maktaba al-Falāḥ, 1403 A.H/1983, pp: 227

4 بامباعاجی، أبی عبد اللہ الأمین، فقہ المعاملات المالیۃ فی الادیان السماویۃ، القاھرہ، مکتبۃ عباد الرحمن، 1430ھ/2009ء، 230/1

Bamba'ājī, Abi Abd-Allah Al-Amīn, Fiqh al-Mu'āmlāt al-Māliyyah fī al-Adyān al-Samāwiyyah, Al-Qāhirah, Maktaba 'Ebād al-Reḥmān, 1430 A.H/2009, 1/230

5 ابن عاشور، محمد الطاہر (م1393ھ)، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، تحقیق و مراجعۃ، الشیخ محمد الحبیب ابن الخوجۃ، دولۃ قطر، طبعۃ وزارۃ الأوقاف والشؤون الاسلامیۃ، 1425ھ/2004ء، 451/2

Ibn Āshūr, Muḥammad al-Ṭahir (d.1393 A.H), Maqāṣid al-Sharī'ah al-Islamiyyah, Taḥqīq wa Marāji'ah, Al-Shaykh Muḥammad al-Ḥabīb ibn al-Khawja, Dawla Qaṭr, Ṭaba'ah Wizārat al-Awqāf wa al-Shu'ūn al-Islamiyyah, 1425 A.H/2004, 2/451

6 ایضاً

Ibid

7 عز الدین عبد العزیز بن عبد السلام (660ھ)، القواعد الکبری الموسوم بہ قواعد الاحکام فی إصلاح الأنام، تحقیق، الدکتور نزیہ کمال حماد، دمشق، دار القلم، 1421/2000ء، 149/2

'Izz al-Dīn Abdul Azīz ibn Abd al-Salām, (d.660 A.H), Al-Qawā'id al-Kubrā al-Mawsūm bi Qawā'id al-Aḥkām fī Iṣlāh al-Anām, Tahqiq, Dr. Nuzya Kamāl Ḥammād, Damascus, Dār al-Qalam, 1421 A.H/2000, 2/149

8 مال کے لغوی و اصطلاحی معانی و مفاہیم، مال کی اقسام، مال کے اطلاقات و مترادفات اور اس ضمن میں فقہاء کی آراء اور اختلافات کے لیے دیکھئے:

(i) العوضی، رفعت آلسید، آ.د، موسوعۃ الاقتصاد الاسلامی فی المصارف والنقود والأسواق المالیۃ، امریکہ ،المعہد العالمی للفکر الاسلامی/القاہرہ،دارالسلام،1430ھ/2009ء،139/1

Al-Awzī, Rifat al-Sayyid, Ustāḍh, Doctor, Mawsū'ah al-Iqtiṣād al-Islamī, fī al-Maṣārif wa al-Naqūd, wa al-Aswāq al-Māliyyah, America, Al-Ma'had al-Ālamī li al-fikr al-Islami, Al-Qāhirah, Dār al-Salām, 1430 A.H/2009, 1/139-144

(ii) رحمانی، خالد سیف اللہ، قاموس الفقہ، کراچی، زمزم پبلشرز، 2007ء، 54/5

Reḥmānī, Khālid Sayf-Allah, Qāmūs al-Fiqh, Karachi, Zamzam publishers, 2007, 5/52-54

9 النساء:5

Al-Nisā: 5

10 الکھف:46

Al-Kahf:46

11 البقرۃ:272

Al-Baqarah: 272

12 الجمعۃ:10

Al-Jumu'ah: 10

13 مسند أحمد بن حنبل۔4/202/مصنف ابن أبی شیبۃ۔7/18/مسند أبی یعلی۔3/ 263؛ صحیح ابن حبان۔8/7/المستدرک علی الصحیحین۔3/2

Musnad Aḥmed ibn Ḥanbal, 4/202 / Muṣannaf ibn Abī Shaybah, 7/18 / Musnad Abī Ya'lā, 3/263 / Al-Mu'jam al-Awsat, 3/291 / Ṣaḥīḥ ibn Ḥibbān, 8/7 / Al-Mustadrak alā al-Ṣaḥīḥayn, 2/3

14 صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقاق، باب حدثنا قتیبہ بن سعید، رقم الحدیث۔7621

Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Zuhd wa Riqāq, Bāb Ḥaddathanā Qutayba ibn Sa'īd, Ḥadīth #: 7621

15 احمد بن حنبل، ابوعبداللہ الشیبانی(م241ھ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، القاہرہ، مؤسسۃ قرطبۃ(س ن)194/5 / شیخ البانی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ۔ 33/2

Aḥmed ibn Ḥanbal, Abu Abdullah al-Shaybānī (d.241 A.H), Musnad al-Imam Aḥmed ibn Ḥanbal, Al-Qāhirah, Mu'assisah Qartubah, 5/194 / Silsilah al-Aḥādīth al-Ḍaīfah wa al-Mawḍū'ah, 2/33

16 صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی أن من قصد أخذ مال غیرہ، رقم الحدیث۔377

Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Iman, Bāb al-Dalīl alā man qaṣada akhza māl ghayrah, Ḥadīth #: 377

17 البقرۃ:155

Al-Baqarah: 155

18 ترمذی، جامع ترمذی، باب فی القیامۃ، مصر، مکتبۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، 1975ء، 612/4، رقم الحدیث: 2417

Tirmidhī, Jāmi' Tirmidhī, Bāb fīl Qayāmah, Egypt, Maktaba Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1975, 4/612, Ḥadīth#: 2417

19 غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات معیشت وتجارت، لاہور، الفیصل ناشران وتاجران اردو بازار، 2010ء، ص 201

Ghāzī, Maḥmūd Aḥmed, Dr., Muḥaḍarāt ma'īshat wa Tijārat, Lahore, Al-Faiṣal Nāshirān wa tājirān Urdū bāzār, 2010, pp:201

20 ایضاً/الخازن، علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی (م 741ھ)، تفسیر الخازن المسمی لباب التاویل فی معانی التنزیل، بیروت۔ لبنان۔ دار الفکر، 1399ھ، 1979، 478/1

Ibid/Al-Khāzin, Alā' al-Dīn Ali ibn Muḥammad ibn Ibrāhīm Baghdādī (d.741 A.H), Tafsīr al-Khāzin al-musammā Lubāb al-Ta'wīl fī Ma'ānī al-Tanzīl, Beirut, Lebanon, Dār al-Fikr, 1399 A.H/1979, 1/478

21 التوبۃ: Al-Tauba: 4141

22 الحجرات: Al-Hujurat: 15

23 الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ بن محمد (790ھ)، الموافقات فی اصول الشریعۃ، دار ابن عفان، الطبعۃ الاولیٰ، 1417ھ/1997ء۔ 20/2

Al-Shāṭbī, Ibrāhīm ibn Mūsā ibn Muḥammad (d.790 A.H), Al-Mawāfiqāt fī 'Uṣūl al-Sharī'ah, Dār Ibn Affān, al-Ṭaba' al-'Ūlā, 1417 A.H/1997, 2/20

24 ندوی، فہیم اختر، مقاصد شریعت کی تفہیم، نئی دھلی، منظور اکیڈمی اینڈ ریسرچ کنسلٹنٹ، 2008ء۔ ص 61

Nadwī, Fahīm Akhtar, Maqāṣid Sharī'at kī Tafhīm, New Dehli, Manzūr Academy and Research consultant, 2008, pp: 61

25 الشیبانی، محمد بن الحسن، الاکتساب فی الرزق المستطاب، تلخیص، محمد بن سماعۃ، تعلیق و حواشی، محمود غزنوس، بیروت، 1406ھ/1986ء، ص 29

Al-Shaybānī, Muḥammad ibn al-Ḥassan, Al-Iktisāb fī al-Rizq al-Mustaṭāb, Talkhīṣ, Muḥammad ibn Samā'a, Ta'līq wa Ḥawāshī, Maḥmūd Ghaznūs, Beirut, 1406/1986, pp: 29

26 الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد (م 505ھ)، احیاء علوم الدین، بیروت، دار المعرفۃ (س ن) 235/3

Al-Ghazāli, Abu Ḥāmid, Muḥammad ibn Muḥammad (d.505 A.H), Iḥyā 'Ulūm al-Dīn, Beirut, Dār al-Ma'rifah (Year not mentioned), 3/235

27 ایضاً، 274/3

Ibid, 3/231-274

28 ابن عاشور، محمد الطاہر (م 1393ھ)، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، تحقیق، الشیخ محمد الحبیب ابن لخوجۃ، قطر، وزارۃ الاوقاف والشؤون الإسلامیۃ، 1425ھ/2004ء، 465/3

Ibn Āshūr, Muḥammad al-Ṭahir (d.1393 A.H), Maqāṣid al-Sharī'ah al-Islamia, Taḥqīq wa marāji', Al-Shaykh Muḥammad al-Ḥabīb ibn al-Khawjah, Dawla

Qaṭr, Taba’ Wizārah al-Awqāf wa al-Shu’ūn al-Islamiyyah, 1425 A.H/2004, 3/452-465

29 صدیقی ،یٰسین مظہر (م 2020)، معیشت نبوی۔ مکی عہد میں، مشمولہ، مقالات سیرت ، مرتب ،ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، مسند سیرت، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، 2015ء، 2/405۔406

Ṣiddīquī, Yāsīn Mazhar, (d.2020) Ma’īshat Nabwī-Makkī ‘Ehad mayn, Mashmūlah, Maqālāt Sīrat, Murattib, Dr. Muḥammad Hamā’iyun Abbās Shams, Masnad Sīrat, G C University, Faisalabad, 2015, 2/405-406

30 غفاری، نور محمد، نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، کراچی، شیخ الہند اکیڈمی، 2008ء، ص 181

Ghaffāri, Nūr Muḥammad, Nabī Karīm SAW ki Mu’āshi zindagī, Karachi, Shaykh al-Hind Academy, 2008, pp: 181

31 محمد حمید اللہ، ڈاکٹر (م ۲۰۰۲ء)، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ، 1987ء، ص 248

Muḥammad Hamīdullah, Dr. (d.2002), ‘Ehd e Nabwī mayn Nizām e ḥukmarānī, Karachi, Urdu Academy Sindh, 1987, pp: 248

32 الهندی، علاء الدین علی بن حسام الدین المتقی (م 1323ھ)، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، مؤسسۃ الرسالۃ، 1401ھ/ 1981ء، رقم الحدیث، 9857، 4/ 123

Al-Hindiī, Alā al-Dīn, Ali ibn Ḥassām al-Dīn al-Muttaqī (d.1323 A.H), Kanzul Ammāl fī sunan al-Aqwāl wa al-Af’āl, Mu’assisah al-Risālah, 1401 A.H/1981, Ḥadīth # 123, 4/9857

33 ابن تیمیہ، تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم (م 728ھ)، مجموع الفتاوی، المدینۃ المنورۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، 1416ھ/ 1995م، 29/280 / ابن أبي دنیا، ابو بکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان (م 281ھ)، إصلاح المال، بیروت، مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، 1414ھ/ 1993ء، ص 48

Ibn Taymiyyyah, Taqī al-Dīn, Abu al-Abbās, Aḥmed ibn Abdul Ḥalīm (d.728 A.H), Majmū’ al-Fatāwā, Madīna al-Munawwarah, Majma’ al-Malik Fahad li al-Ṭabā’ah al-Musḥaf al-Sharīf, 1416 A.H/1995, 29/280 / Ibn Abī Dunyā, Abu Bakr Abdullah ibn Muḥammad ibn Ubayd ibn Sufyān (d.281 A.H), Iṣlāḥ al-Māl, Beirut, Mu’assisah al-Kutub al-Thaqāfiyyah, 1414 A.H/1993, pp: 48

34 سفیان ثوری کا یہ قول ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے "کنا نکره المال للمؤمن، وأما الیوم فنعم الترس، المال المؤمن"۔ دیکھئے: ابن أبي دنیا، إصلاح المال، ص 43/ النسفی، عبد اللہ بن أحمد بن محمود، أبي البرکات (م 701ھ)، تفسیر النّسفی المسمی بمدارک التنزیل وحقائق التاویل، تحقیق، سید زکریا، مکتبۃ نزار مصطفی الباز (س ن) 1/ 209

Ibn Abī Dunyā, Iṣlāḥ al-Māl, pp: 43 / Al-Nasfī, Abdullah ibn Aḥmed ibn Maḥmūd, Abi al-Barakāt (d.701 A.H), Tafsīr al-Nasfī al-Musammā Madārik al-Tanzīl wa Ḥaqā’iq al-Ta’wīl, Taḥqīq, Sayyid Zakariya, Maktaba Nazār Muṣṭafā al-Bāz, (Year not mentioned), 1/209

35 الأصبھانی، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ (م 430ھ)، حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء بیروت، دار الکتاب العربی، 1405ھ، 6/381

Al-Asbahānī, Abu Nu'aym Aḥmed ibn Abdullah (d.430 A.H), Ḥilyat al-Awliyā wa Ṭabaqāt al-Aṣfiyā, Beirut, Dār al-Kitāb al-Arabī, 1405 A.H, 6/381

36 ابن أبي دنيا، ابو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان (م 281ھ)، إصلاح المال، ص 49

Ibn Abī Dunyā, Abu Bakr Abdullah ibn Muḥammad ibn Ubayd ibn Sufyān (d.281 A.H), Iṣlāh al-Māl, pp: 49

37 ایضاً، ص 117 Ibid, pp: 117

38 محمد عبده، الشيخ (م 1323ھ)، تفسير القرآن الحكيم، مرتب، السيد محمد رشيد رضا، مصر، بمطبعة المنار بشارع درب الجماميز، سنة 1325ھ، 4/382

Muḥammad Abduhū, Al-Shaykh (d.1323 A.H), Tafsīr al-Qur'ān al-Ḥakīm, Murattib, Sayyid Muḥammad Rashīd Raza, Egypt, Matba'ah al-Manār bi Shāri' Darb al-Jamāmīz, 1325 A.H, 4/382

☆ سلف صالحین کے معاشی وسائل و ذرائع اور تجارتی سرگرمیوں کی نوعیت کے بیان کے حوالے سے مجلہ فقہ اسلامی میں حال ہی میں چھپنے والا ایک آرٹیکل اچھی کاوش ہے۔ دیکھئے: شروانی، محمد حبیب الرحمن خان، علماء کرام اور حسن معاش، مجلہ فقہ اسلامی، کراچی، گلشن اقبال، جمادی الاوّل 1437ھ/فروری، 2016ء، صفحات، 37

Shayrwānī, Muḥammad Ḥabīb al-Rehman Khān, 'Ulemā Kirām or Ḥusn Mu'āsh, Majalla fiqh Islami, Karachi, Gulshan e Iqbāl, Jamādi al-Awwal, 1437 A.H/ February 2016, pp: 26-37

39 ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم (182ھ)، کتاب الخراج، بیروت، لبنان، دار المعرفۃ، 1399ھ/1979ء۔ ص۔ 3

Abu Yusūf, Yaqūb ibn Ibrāhīm (d.182 A.H), Kitāb al-Khirāj, Beirut, Lebanon, Dār al-Ma'rifah, 1399 A.H/1979, pp: 3

40 گیلانی، سید اسد، ڈاکٹر، برصغیر میں بیداری ملت کی تحریکیں، لاہور، فیروز سنز، 1992ء، ص۔ 9

Gaylānī, Sayyid Asad, Dr., Barr-e-Ṣaghīr mayn bedārī Millat kī teḥrīkayn, Lahore, Feroze sons, 1992, pp: 9

41 فاروقی، انجینئر مختار حسین، جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال، جھنگ، قرآن اکیڈمی، ص 17

Farūqī, Eng. Mukhtār Ḥussayn, Junūbī Asia mayn Muslim bedārī k 100 sāl, Jhang, Qur'ān Academy, pp: 17

42 فاروقی، جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال، ص 25

Farūqī, Janoobi, Junūbī Asia mayn Muslim bedārī k 100 sāl, pp: 25

43 محمد عبدہ، تفسیر القرآن الحکیم، 4/382

Muḥammad Abduhū, Tafsīr al-Qur'ān al-Ḥakīm, 4/382

44 محمد ارشد، اسلامی ریاست کی تشکیل جدید، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، 2011ء، ص 435

Muḥammad Arshad, Islami Riyāsat kī tashkīl jadīd, Al-Faiṣal Nashirān wa Tājirān Urdū Bāzār, 2011, pp: 435

45 گیلانی، مناظر احسن، اسلامی معاشیات، کراچی، دار الاشاعت (س ن)، ص 6-14

Gaylānī, Manāzir Aḥsan, Islami Mu’āshiyāt, Karachi, Dār al-Ishā’at, (Year not mentioned), pp: 6-14

46 القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر (پ 1951)، اقتصادیات اسلام، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، 2011ء ص354

Al-Qādrī, Muḥammad Ṭahir, Dr. (b.1951), Iqtiṣādiyāt Islam, Lahore, Minhāj al-Qur’ān Publications, 2011, pp: 353-354

47 دیکھئے: احمد بن حنبل (م 241ھ)، مسند الامام احمد بن حنبل، بیروت، المکتب الاسلامی، (س ن) 133/4 / ابن آبی دنیا، اِصلاح المال، ص43

See: Aḥmed ibn Ḥanbal (d.241 A.H), Musnad Aḥmed ibn Ḥanbal, Beirut, Al-Maktab al-Islami, (Year not mentioned), 4/133 / Ibne Abī Dunya, Islaah al-Maal, pp: 43

48 الساعاتی، احمد عبدالرحمن البنا (م ١٣٧٨ھ)، الفتح الربانی مع مختصر شرحہ بلوغ الآمانی من اسرار الفتح الربانی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، (س ن) 15/13

Al-Sa’ātī, Ahmed Abdul Reḥman Al-Banna (d.1378 A.H), Al-Fatḥ al-Rabbānī Ma’a Mukhtaṣir Sharḥuḥ Bulūgh al-Amānī min Asrār al-Fatḥ al-Rabbānī, Beirut, Dār Iḥyā al-Turāth al-Arabī, (Year not mentioned), 15/13

49 الدھلوی، الشاہ ولی اللہ (م 1176ھ)، البدور البازغۃ، تحقیق، الدکتور صغیر حسن المعصومی، اِکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ، بحیدرآباد، باکستان الغرابی، 1389ھ/1970ء، ص 50

Al-Dehlawī, Al-Shah Walī-Allah (d.1176 A.H), Al-Badūr al-Bāzighah, Taḥqīq, Dr. Ṣaghīr Ḥassan al-Ma’ṣūmi, Al-Academy al-Shah Walī-Allah, Ḥayderābad, Pakistan al-Gharābī, 1389 A.H/1970, pp: 50

50 محمد اقبال (م 1938ء)، شیخ، علم الاقتصاد، لاہور، اقبال اکادمی، 1977ء۔ دیباچہ از مصنف، ص32

Muḥammad Iqbāl, Shaykh (d.1938), ‘Ilm al-Iqtiṣād, Lahore, Iqbāl Academy, 1977, Debācha az Muṣannif, pp: 32

Jose, Maria Sbert, "Progress" In the development Dictionary: A Guide to knowledge as power, [ed, wolfgang Sachs] 51 London & New Jersy: Zed Book Ltd. 1993, p 218

52 خان، نذیر احمد چوہدری، افکار ملی، لاہور، الاحبا (محبان عالم اسلامی)، 1978۔ ص99

Khān, Nazīr Aḥmed Chaudhary, Akfkār Millī, Lahore, Al-Aḥibbā (Muḥibbān Ālam Islami), 1978, pp: 99

53 غازی، محاضرات معیشت وتجارت، ص442

Ghāzī, Muḥazarāt Ma’īshat wa Tijārat, pp: 442

54 نظام معیشت کی اسلامی تشکیل (Islamization of Economic system) کے لیے دیکھئے:

Ṣiddīquī, Muḥammad Nijātullah, Dr, Economics-An Islamic Approach, Islamabad, Institute of policy studies & The Islamic Foundation, pp71-89

55 جدید تجارتی صورتوں اور ان کی شرعی حیثیت کے حوالے سے دیکھیے: قاسمی، قاضی مجاہد الاسلام (مرتب)، جدید تجارتی شکلیں۔ شرعی نقطہ نظر، نئی دہلی، ایفا پبلیکیشنز، اپریل 1999ء صفحات 674

Qāsmī, Qāzī Mujāhid al-Islam (Murattib), Jadīd Tijāratī Shaklayn. Shara'ī Nuqta Nazar, New Dehli, Eifa Publications, April 1999, pp: 674

56 شیخ محمد عبدہ کے نزدیک رہبانیت یا دنیا سے بے رغبتی کے طرز عمل اور اس کے نتیجہ میں مال و دولت کے حصول یا کسی بھی قسم کی معاشی سرگرمیوں سے احتراز کے رویہ کے بنیادی ذمہ دار ان مساجد کے خطباء اور علماء ہیں۔ موصوف کے نزدیک یہ حضرات لوگوں کو (رہبانیت کے نام پہ) سستی اور کاہلی کے دھوکہ میں مبتلا کر دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ کمائی کے باعزت طریقے کو چھوڑ کر دھوکہ دہی اور گھٹیا کمائی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ انسان چونکہ فطری طور پہ سہل پسند ہے اس لیے لوگ جب ان حضرات کے ایسے ارشادات سنتے ہیں جو ان کو کم سے کم بھاگ دوڑ کی دعوت دیتے ہیں تو وہ فوراً ان پر عمل کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں جو کہ عزت و شرف سے بہت بعید طرز عمل و رویہ ہے۔(دیکھئے: محمد عبدہ، تفسیر القرآن الحکیم، 383/4)(Muḥammad Abduhū, Tafsīr al-Qur'ān al-Ḥakīm, 4/383)علاوہ ازیں اس خیال اور اس قسم کے طرز فکر و عمل کی تائید میں بعض صوفیاء کے اقوال بھی پیش کیے جاتے ہیں اور نصوص کی غلط تعبیر و توجیہ کا بھی سہارا لیا جاتا ہے۔ اسی لیے امام محمد بن حسن الشیبانی (م189ھ) نے ایسے خیالات کی تردید کی ہے اور اپنی کتاب میں "إباحة الكسب الحلال وشذوذ بعض الصوفية بتحريمه"، "ذكر الحجة على إباحة الكسب وندبه" اور "إبطال شبهات بعض المتصوفة فى تحريم الكسب" جیسے عنوانات کے تحت ایسے افکار کو رد کیا ہے (دیکھیے: الشیبانی، محمد بن الحسن (م189ھ)، كتاب الكسب ويليه رسالة الحلال والحرام و بعض قواعدهما فى المعاملات المالية للإمام شيخ الاسلام احمد بن تيميه (م728ھ)، تحقیق عبد الفتاح أبو غدہ، حلب، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ، 1417ھ/1997ء، ص93)

(Al-Shaybānī, Muḥammad ibn al-Ḥassan (d.189 A.H), Kitāb al-Kasb wa yalihī Risālah al-Ḥalāl wa al-Ḥaram wa ba'ḍū Qawā'idihimā fī al-Mu'āmalāt al-Māliyyah li al-Imam Shaykh al-Islam Aḥmed ibn Taymiyyah (d.728 A.H), Taḥqīq Abdul Fattāḥ Abu Ghuddah, Ḥalab, Maktaba al-Maṭbū'āt al-Islamiyyah, 1417 A.H/1997, pp: 81-93)

57 صدیقی، یٰسین مظہر، معیشت نبوی۔ مکی عہد میں، مشمولہ، مقالات سیرت، مرتب، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، 379/2

Ṣiddīquī, Yāsīn Mazhar, (d.2020) Ma'īshat Nabwī-Makkī 'Ehad mayn, Mashmūlah, Maqālāt Sīrat, Murattib, Dr. Muḥammad Hamā'iyun Abbās Shams, 2/379

58 ندوی، شاہ معین الدین (م1974ء)، دین رحمت، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2016ء ص42

Nadwī, Shāh Mu'īn al-Dīn (d.1974), Dīn e Reḥmat, Islamabad, National Book Foundation, 2016, pp: 42

59 خورشید احمد ندیم، علم کی اسلامی تشکیل، کراچی، رائل بک کمپنی، 2007ء۔ ص 166

Khurshīd Aḥmed Nadīm, Ilm ki Islami Tashkīl, Karachi, Royal Book Company, 2007, pp: 166

60 اس حوالے سے تفصیلی بحث دیکھیے: ظفر اقبال، محمد، شناخت کا بحران: مادی ترقی کا لازمہ۔ واہمہ یا حقیقت، "نظریات"، لاہور، ادارہ بحث و تحقیق، اکتوبر۔ دسمبر2013ء جلد:1۔ شمارہ:4، ص39-50

Zafar Iqbāl, Muḥammad, Shanākht ka Buhrān: Mādī Taraqqī ka lāzimah. Wāhimah ya Ḥaqīqat, "Nazriyāt", Lahore, Idāra Baḥath wa Taḥqīq, October-December 2013, Jild:1, Shumara: 4, pp: 39-50

61 الکھف:46

Al-Kahf: 46

62 الشعرآء:88

Al-Shu'arā: 88